بعثت نبوی ﷺ کے عورتوں پر احسانات

طارق جاوید عارفی
ریسرچ فیلو دارالسلام

نبی کریم ﷺ کی بعثت کی صورت میں رحمتِ الٰہی کا ابرِ کرم روئے زمین پر برسا جس نے ہر خاص و عام کو فیض پہنچایا اور خشک و تر کو سیراب کیا مگر اس کا سب سے زیادہ فیض معاشرے کے مظلوم، حقوق سے محروم لوگوں اور عورتوں کو پہنچا۔ اس لیے کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ سے قبل عورت ہر طرح کے تمدنی، معاشرتی اور معاشی حقوق سے محروم تھی بلکہ اسے منبع شر و فساد گردانا جاتا تھا۔ عورت کی حیثیت کے متعلق سابقہ تہذیبیں کیا کہتی ہیں؟ اس پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں تاکہ عورتوں پر بعثت نبوی ﷺ کے احسانات صحیح صورت میں نمایاں ہوکر سامنے آسکیں۔

قدیم تاریخ کے متعلق مفصل اور مستند معلومات ہمیں یونانیوں اور رومیوں کے عہد سے ملتی ہیں۔ انھوں نے تہذیب و تمدن اور علوم و فنون میں اس قدر ترقی کہ اس کی بنیاد پر بہت سی تہذیبیں اور بہت سے علوم وجود میں آئے۔ لیکن اس قدر ترقی کے باوجود ان کے ہاں عورت کا مقام نہایت ہی پسند تھا۔ ان کے ہاں عورت کی قدر و قیمت کیا تھی؟ اور وہ اپنے درمیان اس کو کیا حیثیت دیتے ہیں، اس کا اندازہ ان کے ان اقوال سے لگائیں: ''آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے، لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔'' ایک یونانی ادیب لکھتا ہے: ''دو موقعوں پر عورت، مرد کے لیے باعث مسرت ہوتی ہے، ایک شادی کے دن اور دوسرے اس کے انتقال کے دن۔''

تہذیب و تمدن کے ان مراکز میں جب اس صنف نازک کی مظلومیت اور بے چارگی کا یہ حال تھا تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ تہذیب و تمدن سے نا آشنا ''عرب'' میں وہ کسی درجہ بے کس و بے بس رہی ہوگی۔

عورت سے نفرت اور بیزاری اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایک شخص کے گھر لڑکی پیدا ہوئی، اس نے گھر ہی کو منحوس سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔
(تفسیر کبیر:7/435)

یہودیوں کے ہاں عورت کا مقام بڑا ہی گھٹیا ہے۔ وہ عورت کو گناہ اور برائی کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کیا: ''کیا تو نے اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا؟'' تو آدم علیہ السلام نے جواب دیا: ''جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔'' تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حوا سے کہا: ''میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور

تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔" (پیدائش، باب:3)

عیسائیت کی روش عورت کے ساتھ اور بھی زیادہ ناپسندیدہ رہی ہے۔ عورت کے بارے میں عیسائیت کے جذبات کا اندازہ طرطولین کے ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے: "عورتو! تم نہیں جانتیں کہ تم میں سے ہر ایک حوا ہے۔ خدا کا فتویٰ جو تمھاری جنس پر تھا، وہ اب بھی تم میں موجود ہوتو پھر جرم بھی تم میں موجود ہوگا۔ تو تم شیطان کا دروازہ ہو۔ تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر، یعنی مرد کو ضائع کیا۔"

ہندومت نے تو عورت کی تذلیل اور تحقیر کی انتہاء کر دی۔ ہندوستان کے مشہور مقنن منوراج نے عورت کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو: "جھوٹ بولنا، بغیر سوچے سمجھے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی، بے رحمی یہ سب عورت کے جبلی (فطری) عیب ہیں۔" بلکہ ہندو عورتوں کا تو دھرم ہی "پتی ورتا" ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر ہی اس کا معبود و آقا ہے۔ اس لیے مرد (شوہر) کی موت کے ساتھ ہی اس کی بیوہ کو بھی "ستی" (جلا) کر کے زندگی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

بدھ مت کے نزدیک عورت سے تعلق رکھنے والا انسان کبھی نروان (فنا فی اللہ کا مقام) حاصل نہیں کر سکتا۔ چین، ایران، مصر اور دوسرے تمام انسانی تہذیب کے مراکز کا بھی یہی حال تھا کہ عورت ہر جگہ باعثِ عار اور موجبِ ذلت تھی۔ بیٹی کی پیدائش باپ کے لیے بدترین خبر تھی۔ سسرالی رشتے ذلیل سمجھے جاتے تھے، چنانچہ سالے اور سسر کے الفاظ اسی تخیل کی بنا پر بطور گالی استعمال ہونے لگے۔ صدیوں کی اس غلامی، بے بسی اور بے چارگی کی وجہ سے خود عورت بھی اپنی عزتِ نفس بھول چکی تھی۔ وہ اپنے حال پر قانع ہر وقت ظلم و ستم سہنے کے لیے تیار رہتی تھی۔

ایسے عالم میں جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ نے دیگر اصلاحات کے ساتھ عورت کے حقیقی تشخص کو بھی واضح فرمایا۔ اور اسے اس کا کھویا ہوا مقام و مرتبہ دلانے کی بھرپور سعی فرمائی۔ اس کے متعلق غلط اور فرسودہ نظریات کی تردید فرمائی اور اس کے شرف و مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: «اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ» "دنیا ساری کی ساری متاع (سازوسامان) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔"
(صحیح مسلم: 1469)

عورت کی اس تکریم کے بعد اسے اللہ کی طرف سے عطا کردہ تمام شخصی حقوق دینے کا اعلان فرمایا جس کی وہ مستحق تھی۔ اس طرح عورت کی صحیح تصویر پہلی دفعہ کائنات کے سامنے اپنی اصلی صورت میں واضح ہوئی۔ وہ حقوق یہ ہیں:

① جینے کا حق

عورت بھی زندہ رہنے کا اتنا ہی حق رکھتی ہے جتنا ایک مرد کو حاصل ہے۔ دورِ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی جو ظالمانہ رسم جاری تھی، اس پر سختی سے پابندی لگا دی اور ایسے کرنا جرم اور حرام قرار دیا۔ ارشادِ نبوی ہے: «إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَالْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّ هَاتِ» "اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور خود بخل سے کام لینا اور دوسروں سے مانگتے رہنے کو حرام قرار دیا ہے۔" (صحیح البخاري: 5975، و صحیح مسلم: 593)

② پرورش اور کفالت کا حق

اسلام سے قبل بچی کو بوجھ اور منحوس تصور کیا جاتا تھا اور اس کی پرورش پر توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سوچ کو یکسر بدل کر رکھ دیا، بچی کی پرورش کی خصوصی فضیلت بیان فرمائی۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ صبر و شکر کے ساتھ انھیں کھلائے پلائے، اور اپنی حیثیت کے مطابق انھیں لباس مہیا کرے، روزِ قیامت وہ (بیٹیاں) اس کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔" (سنن ابن ماجه: 3669) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو بچیوں کو پال پوس کر جوان کیا، وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح اکٹھے ہوں گے (آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر فرمایا) جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔"
(صحیح مسلم:2631)

③ تعلیم و تربیت کا حق

عورتوں کی تعلیم و تربیت پر آپ ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ حتی کہ عورتوں نے یہ مطالبہ

کر دیا کہ ہماری تعلیم وتربیت کے لیے کوئی دن مقرر فرمائیں تو آپ ﷺ نے ایک دن ان کی تعلیم وتربیت کے لیے خاص کر دیا۔ (صحیح البخاري:101) عیدین میں آپ ﷺ نے تمام خواتین کی شرکت کو ضروری قرار دیا۔ یہاں تک کہ شرعی عذر کی بنا پر نماز نہ پڑھنے والی خواتین کو بھی اس اجتماع میں شرکت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ مردوں سے خطاب فرمانے کے بعد خواتین کے ہاں تشریف لے جاتے، انھیں وعظ و نصیحت فرماتے اور صدقہ کی ترغیب دیتے۔ (صحیح البخاري: 98) اس سے اندازہ کیجیے کہ نبی رحمت ﷺ کو عورتوں کی تعلیم و تذکیر کا کس درجہ خیال تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ عورتوں کی تعلیم وتربیت کی اس خدمت پر اپنے کسی نمایندے کو مامور فرماتے۔ جیسا کہ آپ نے ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کو نصیحت کرنے کے لیے بھیجا۔

(سنن أبي داود:1139)

عورت کی تعلیم گاہ اور اس کی تربیت کا مقام اس کا اپنا گھر ہے۔ اس لیے شریعت نے والدین اور شوہر کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اس کو حق و باطل میں تمیز کرنا سکھائیں اور غلط کاری سے بچائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ ''ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔'' (التحريم 6:66)

یہاں ''اہل'' سے مراد اصلاً بیوی ہے اور اسے آتشِ دوزخ سے بچانے کا ذریعہ سوائے تعلیم وتربیت کے اور کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے نبی کریم ﷺ علم دین کی تحصیل کے لیے آنے والوں کو یہ حکم دیا کرتے تھے کہ واپس جا کر اپنے گھر والوں کو بھی ان احکام سے آگاہ کرو۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم چند نوجوان آپ ﷺ کی خدمت میں واقفیتِ دین کی غرض سے رہے۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں گھر جانے کی جلدی ہے تو فرمایا: «ارْجِعُوا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ» ''اپنے بیوی بچوں کی طرف جاؤ اور ان میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کرنے کا حکم دو۔''

(صحيح البخاري:631)

بلکہ آپ ﷺ نے فکری اور عملی اعتبار سے اس پس افتادہ صنف کو آگے بڑھانے کی مختلف پہلوؤں سے ترغیب دلائی اور اس سلسلے میں بے پایاں ثواب کی بشارت سنائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کے لیے دوگنا اجر ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کے پاس کوئی باندی ہو، وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے، تعلیم دے اور بہتر تعلیم دے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کرے۔''

(صحيح البخاري: 97) اس حدیث کی رو سے ایک ثواب کا مستحق وہ شخص بھی ہو گا جو آزاد بیوی کی تعلیم وتربیت میں کوشاں ہے۔ کیونکہ وہ حدیث کے ایک پہلو کی تکمیل کر رہا ہے۔ اسی لیے امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے: «بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَ أَهْلَهُ» ''آدمی کا اپنی باندی اور بیوی کو تعلیم دینا۔''

④ انتخاب شوہر کا حق

جب لڑکی بالغ ہو جائے تو وہ یہ حق رکھتی ہے کہ اس کے والد (یا سرپرست) اس کے لیے مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کریں اور شادی کے جملہ اخراجات بھی برداشت کریں۔ رشتہ تلاش کرنے کے دوران ضروری ہے کہ لڑکی کی رائے اور پسند کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اس حوالے سے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کی اجازت سے۔'' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ فرمایا: ''یہی کہ خاموش رہے۔''

(صحيح البخاري:5136، 6970)

اگر لڑکی کی رائے معلوم کیے بغیر اس کی شادی کر دی جائے اور وہ اس رشتے سے راضی نہ ہو تو اسے مکمل اختیار ہے کہ عدالت سے رجوع کر کے اس بندھن سے آزاد ہو جائے۔ خود عہدِ نبوی ﷺ میں ایسے واقعات پیش آئے جن میں لڑکیوں کی رائے کو اہمیت نہ دی گئی اور ان سے ان کی رضا معلوم نہ کی گئی تو آپ نے ان کے شکوے پر انھیں اس بندھن کو قائم رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار دے دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک جوان کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے بتایا کہ اس کے والد نے اس کی شادی کر دی ہے مگر وہ اسے ناپسند کرتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے

اختیار دے دیا۔ (سنن أبي داود: 2096) سنن ابن ماجہ میں سیدنا بریدہ بن حصیب ﷜ سے اسی طرح کا واقعہ اس سے کچھ مختلف تفصیل سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان لڑکی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تا کہ میرے ذریعے سے اس کا مقام بلند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے لڑکی کو (نکاح ختم کرنے کا) اختیار دے دیا۔ تب اس نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے نکاح کو قبول کرتی ہوں لیکن میں چاہتی ہوں کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو (اس حوالے سے) کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 1874)

سیدہ خنساء بنت خِذام انصاریہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد نے ان کی شادی کر دی جبکہ وہ بیوہ تھیں۔ انھوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکاح کو فسخ (ردّ) کر دیا۔ (سنن أبي داود: 2101)

⑤ شوہر سے علیحدگی کا حق

قبل از اسلام شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیتا نہ بساتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس انداز سے عورتوں کی ایذا رسانی کا بھی خاتمہ فرما دیا۔ بیوی اگر کسی معقول وجہ سے اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہے تو اسلام اسے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرنے کا مکمل حق دیتا ہے۔ اسے خلع کہا جاتا ہے۔ خلع کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے۔ اگر خاوند اس مطالبے کو تسلیم نہ کرے تو وہ عدالت سے رجوع کرے۔ عدالت بھی خاوند کو طلاق دینے کا حکم دے، اگر خاوند مان لے تو ٹھیک وگرنہ عدالت نکاح فسخ کر دے اور حق مہر خاوند کو لوٹا دے۔ اس طرح نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت خلع کی عدت (ایک حیض) گزارنے کے بعد آگے نکاح کر لے۔ سیدنا ثابت بن قیس ﷜ کی بیوی حبیبہ بنت سہیل ﷞ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین میں کوئی عیب نہیں نکالتی لیکن میں اسلام (کی موجودگی) میں نافرمانی اور ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں۔ (لہٰذا میں اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی) آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم اس کا باغ اسے واپس کر دو گی؟ اس نے کہا: جی ہاں! پھر آپ نے حضرت ثابت ﷜ کو بلایا اور فرمایا: ''اس سے کچھ مال لے لو اور اسے علیحدہ کر دو۔''

انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ صحیح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انھوں نے کہا: میں نے اسے حق مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اسی کے قبضے میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں لے لو اور اسے علیحدہ کر دو۔'' تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ (صحيح البخاري: 5273، و سنن أبي داود: 2228)

⑥ حسنِ سلوک کا حق

ایک چھت تلے عورت بالعموم چار حیثیتوں میں زندگی گزارتی ہے: بحیثیت بیٹی، بحیثیت بہن، بحیثیت بیوی اور بحیثیت ماں۔ ان چاروں حیثیتوں میں نبیِ رحمت ﷺ نے عورت کے ساتھ عزت و تکریم اور حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین کی ہے۔ بحیثیت بیٹی، عورت کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق احادیث ''پرورش اور کفالت کا حق'' اور ''تعلیم و تربیت کا حق'' کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔ بحیثیت بہن، بھائیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بہن کے حقوق کا خیال رکھیں۔ اس کی اچھی تربیت کریں اور دیگر ضروریات زندگی اسے فراہم کریں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ نے بھائیوں کو رغبت دلاتے ہوئے یوں ثواب کی نوید سنائی: ''جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔'' (الأدب المفرد: 79)

بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی نبی کریم ﷺ کی ترغیب اور اس پر ملنے والے بے پایاں اجر و ثواب کا نتیجہ تھا کہ سیدنا جابر ﷜ نے صرف بہنوں کی تربیت کی خاطر ایک بیوہ عورت سے شادی کی۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: ''تم نے کیسی عورت سے شادی کی ہے؟ کنواری سے یا دوہاجو سے؟'' کہا: دوہاجو سے۔ فرمایا: ''کنواری سے شادی کیوں نہیں کی۔ وہ تمھارے ساتھ دل لگی کرتی اور تم اس کے ساتھ دل لگی کرتے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! غزوۂ احد میں میرے والد گرامی وفات پا گئے اور پیچھے نو بیٹیاں چھوڑ گئے ہیں۔

لہٰذا اب میری نو بہنیں ہیں۔ اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ میں انھی کی طرح کی ایک اور لڑکی ان کے پاس لے آؤں۔ بلکہ میں ایسی خاتون چاہتا تھا جو ان کی دیکھ بھال کرے اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرے۔ آپ ﷺ نے ان کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا: «أَصَبْتَ» ''تم نے بہت اچھا کیا۔'' (صحیح البخاري: 4052)

بحیثیت بیوی آپ ﷺ نے عورت کو جو مقام و مرتبہ اور عزت و شرف بخشا ہے، دنیا میں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ بیوی جسے معاشرے میں جوتی کے برابر سمجھا جاتا تھا کہ جب چاہا پہن لی اور جب چاہا اتار لی۔ اس بیوی کے اعزاز کے لیے یہی بات کافی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو بہترین آدمی قرار دیا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی) کے لیے بہترین ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں۔'' (جامع الترمذي: 3895)

آپ ﷺ نے نہ صرف بیوی کے حقوق پورا کرنے کے ترغیب دلائی بلکہ بیوی پر خرچ ہونے والے پیسے کو بہترین پیسہ قرار دیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے غلام آزاد کرانے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جسے تم نے مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اپنے اہل (بیوی) پر خرچ کیا۔ اجر و ثواب کے لحاظ سے وہ دینار سب سے افضل ہے جسے تم نے اپنے اہل پر خرچ کیا۔'' (صحیح مسلم: 995)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: بیوی کے خاوند پر کیا حقوق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے چہرے پر نہ مارو، اسے گالی نہ دو (بضرورت الگ کرنا پڑے تو) اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ الگ نہ کرو۔''
(سنن ابن ماجہ: 1850)

اور بحیثیت ماں جس قدر عورت کی قدر و منزلت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے، کسی مذہب و ملت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے تین بار اس سے یہی فرمایا: ''تمھاری ماں۔'' اور چوتھی بار فرمایا: ''تیرا والد۔'' (صحیح البخاري: 5971، و صحیح مسلم: 2548)

ماں کے لیے اس سے بڑا اعزاز کوئی نہیں ہوسکتا کہ جنت اس کے قدموں تلے رکھ دی گئی ہے۔ یعنی خدمتِ ماں کے بغیر جنت میں داخلے کا سوچنے والا احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ سیدنا جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے جہاد میں جانے کا ارادہ کیا ہے اور آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمھاری والدہ حیات ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ان کی خدمت کرو کیونکہ جنت اس کے قدموں تلے ہے۔''
(سنن النسائی: 3106)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے قراءت سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جواب ملا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''ماں کے ساتھ نیکی کا یہی فائدہ ہوتا ہے۔'' اسی حدیث میں ہے کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے۔
(المصنف لعبدالرزاق: 20119، و مسند أحمد: 151/6، 166)

⑦ تمدنی حقوق کا تحفظ

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ اس کو اپنے کسی معاملے کا اختیار نہ تھا۔ اسے اپنے رشتہ داروں کی میراث سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا۔ وہ مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی، خود کسی چیز کی مالک نہ تھی۔ اسے مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا، ہاں اس کے شوہر کو اختیار تھا کہ اس کے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کر ڈالے اور اس کو پوچھنے کا بھی کوئی حق نہ تھا۔ قربان جایئے رحمۃ اللعالمین ﷺ پر جنھوں نے دنیا والوں کی آنکھیں کھولیں اور انھیں عدل و انصاف کے ضابطے فراہم کیے۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے لازم کیے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ اس کو خود مختار بنایا۔ وہ اپنی جان و مال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی جیسے مرد ہے۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ ﷺ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا:

''عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو! تم نے انھیں اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمھارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمھارے بستر پر ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انھیں ایسی سزا دو جس سے جسم پر نشان نہ پڑے اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ انھیں دستور کے مطابق کھانا اور لباس دو۔'' (صحیح مسلم: 1218)

اور ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا: ''تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمھاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمھارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، اور تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، لہٰذا ہر ایک کا حق ادا کرو۔'' (صحيح البخاري: 5199، وصحيح مسلم: 1159)

⑧ معاشی حقوق کا تحفظ

نبی کریم ﷺ نے عورت کو معاشی مضبوطی اور استواری بھی عطا کی۔ اس کو گھر کے محاذ پر جمے رہنے کی تلقین کی۔ اس کا نان ونفقہ مرد پر لازم قرار دیا۔ باپ، بیٹا، بھائی اور شوہر سب کی وراثت میں اسے حق دار ٹھہرایا۔ شوہر سے اسے حق مہر دلایا۔ ان تمام کی ادائیگی کی بنا پر عورت معاشی طور پر مستحکم اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی وراثت اور حق مہر کی خود مالک ہے۔ نہ شوہر اس میں دخل دے سکتا ہے اور نہ باپ۔ اسی طرح اگر وہ تجارت کر کے یا محنت مزدوری کر کے کچھ کما لے تو اس کی بھی وہ مالک ہے۔ اس میں سے وہ بطور صدقہ اپنے شوہر اور بچوں کو دے کر عنداللہ دہرے اجر کی مستحق بن سکتی۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سلائی کڑھائی کا کام کرتی تھیں جس سے ان کے ہاں کچھ مال جمع ہو جاتا تھا۔ انھوں نے اپنا مال اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم ان پر خرچ کرو اور تمھارے لیے دگنا اجر ہے۔ ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا قرابت داری نبھانے کا۔'' (صحيح مسلم: 1000)

⑨ عزت وعصمت کا تحفظ

عورت کی فطری لطافت اور نزاکت کے پیش نظر نبیِ رحمت ﷺ نے اس کی آبرو کو بھرپور تحفظ فراہم کیا ہے۔ عورت کی عفت و عصمت کو اس کی قیمتی متاع قرار دیا ہے۔ بیٹی ہونے کی حیثیت سے باپ پر، بہن ہونے کی حیثیت سے بھائیوں پر اور بیوی ہونے کی حیثیت سے شوہر پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ عورت کی آبرو کی حفاظت کرے اور اسے چادر اور چار دیواری کا پورا ماحول فراہم کرے۔ جو شخص اپنی عورت (بیٹی، بہن، بیوی) کی آبرو کا خیال نہیں رکھتا، نبی کریم ﷺ نے اسے دَیُّوث (بے غیرت) قرار دیا ہے۔ اور اسے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے: «ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوثُ وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ» ''تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ والدین کا نافرمان، عورتوں کی مشابہت کرنے والا مرد اور دیوث۔'' ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ دیوث کون ہے؟ فرمایا: ''دیوث وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی، بیٹی اور بہن) میں بے حیائی اور خباثت کو برقرار رہنے دیتا ہے۔'' (المستدرك للحاكم: 146/4، مسند أحمد: 69/2، 128، ومجمع الزوائد: 147/8)

اللہ رب العزت نے اپنے نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے سے عورتوں پر ان کے مقام و شرف اور حقوق و واجبات کی بحالی کی صورت میں جو احسانِ عظیم کیا ہے، تمام عورتوں کو اس پر بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر بجا لانا چاہیے۔ اور بارگاہِ ایزدی میں صدقِ دل سے یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ محسنِ خواتین ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھیں گی، پڑھائیں گی، خود اس پر عمل کریں گی اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں گی۔ اگر ہماری خواتین میں سیرت طیبہ سے لگاؤ اور اس پر عمل کا جذبہ بیدار ہو جائے تو واللہ! ان کے تمام مسائل حل ہو جائیں اور حیات دنیوی و اخروی کامیابیوں کا مرقع بن جائے۔

اگر تعلیماتِ نبوی تیرے پیش نظر ہو
تو حل ہو جائیں سب تیرے مسائل
رہے باقی نہ ہرگز کوئی مشکل
نہ ہو گر بے یقینی اس میں حائل

ترکی: سکارف پر پابندی ختم

ترکی میں مذہبی سکولوں میں طالبات کے سکارف پہننے پر عائد پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ دیگر سکولوں میں بھی طالبات اسلامی تعلیمات کے دوران سکارف پہن سکیں گی۔ (جنگ: 29-11-2012)